8

دو دو چار چار بیویاں کرو!

(فرمودہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۶ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر فرمایا:-

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوا ۔ (النساء: ۳)

فرمایا۔ اسلام کے معنے کامل فرمانبرداری کے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص مسلم کہلاتا ہے اور اپنی خواہشوں اور اپنے اغراض اور خیالات کو اسلام کے احکام پر مقدم کرتا ہے تو وہ نام کا مسلم ہے لیکن خدا کے حضور مسلم نہیں کہلا سکتا۔ جب مسلم کے معنے فرمانبردار۔ متبع۔ مطیع اور ہر ایک بات کے ماننے والے کے ہیں تو پھر ایسا شخص جو اسلام کے احکام کو نہیں پکڑتا اور اس کے فرمانوں کے آگے سر تسلیم خم نہیں کرتا۔ وہ مسلم نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص کا کیا حق ہے کہ وہ مسلم کہلائے۔ مسلم وہی ہے جو خدا کے آگے اپنی گردن ڈال دے۔ اور اس کے تمام کام خدا کے احکام کے ماتحت ہو جائیں اور وہ ان باتوں کو پسند کرے جنہیں خدا تعالیٰ نے پسند کیا ہے یہی مسلم کی تعریف ہے اس تعریف کے ماتحت یہ شخص مسلم ہے۔

لوگ اپنی پسند کے ماتحت آنے والے احکام کے لئے بڑی خوشی سے فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر کسی بنیئے سے قرضہ لیا ہوا ہو تو وہ سُود سے بچنے کی بڑی کوشش کریں گے اور کہیں گے یہ تو ہمارے مذہب کے خلاف ہے ہمارے مذہب نے تو اسے جائز نہیں رکھا۔ لیکن اگر لڑکیوں کو حصہ دینا ہو تو کہہ دیں گے ہم شریعت کے پابند نہیں۔ ہم رواج کے پابند ہیں۔ غرض یہ کہ انہوں نے شریعت کو ایسے بنا چھوڑا ہے کہ مطلب کی بات کو لے لیا۔ اور جو خلافِ منشا ہوئی اسے چھوڑ دیا

اسی طرح ایک سے زیادہ شادی کرنے کے متعلق باتیں بنائی ہیں۔

اس وقت ہندوستان میں یورپ کی ہوا چل رہی ہے اور یوں بھی اسلام سے دور ہوتے ہوتے اس سے بہت بُعد ہو گیا ہے اس لئے لوگ دوسری شادی کرنے کے بہت مخالف ہیں۔ایک شخص احمدی نے مجھے لکھا ہے کہ میرے اولاد نہیں ہے اس لئے مَیں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں۔میرے اس خیال کی وجہ سے میری بیوی کے والدین نے اسے روک لیا ہے۔اور بھیجتے نہیں ہیں کہتے ہیں ہم تب اپنی لڑکی کو بھیجیں گے جب تم یہ لکھ کر دو کہ تم دوسری شادی نہیں کرو گے۔

قرآن شریف فرماتا ہے فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔تم شادی کرو جوتمہارے پسند ہو۔ہاں اگر عدل نہ ہو سکے تو ایک کرو۔ورنہ دو دو تین تین چار چار کرنے کی اجازت ہے تو کیونکر ایک شخص احمدی رہ سکتا ہے جبکہ وہ خدا کے اس حکم کے خلاف کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ تو حکم دیتا ہے کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو اس صورت میں ایک کرو۔موانع کی موجودگی میں ایک کی اجازت دی ہے۔لیکن موانع نہ ہونے کی صورت میں تمہیں دو دو تین تین چار چار کی اجازت ہے۔

میری دوسری شادی پر لاہور کے ایک شخص نے جو سیّد کہلاتا ہے اعتراض کیا۔اس کو نہیں معلوم کہ جس کی اولاد ہونے کا وہ فخر کرتا ہے اور جس کی بیٹی کی نسل ہونے سے وہ سیّد بنا ہے اس کے والد کی تو نو ۹ بیبیاں تھیں۔[1] اگر دو شادیاں کرانے کے لحاظ سے ایک شخص شہوت پرست عیاش کہلا سکتا ہے تو نو شادیاں کرانے والے کی نسبت اس کا کیا خیال ہوگا۔لیکھرام کی طرح اس نے سمجھا تھا کہ اس نے بڑا بھاری اعتراض کیا ہے لیکن جس طرح لیکھرام کے اعتراض نے اس معزز مکرم کی شان کا کچھ نہیں بگاڑا۔اس شخص کے اعتراض نے میرا بھی کچھ نہیں بگاڑا اس نے اپنے آپ کو لیکھرام کے مشابہ کیا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت دی۔

اس نے نادانی سے کہا کہ یہ شخص عیاشی چاہتا ہے لیکن ہم اسے کہتے ہیں کہ اس کے اس اعتراض کرنے میں حضرت ابوبکرؓ۔حضرت عمرؓ۔حضرت عثمانؓ۔حضرت امام حسینؓ

[1] بخاری کتاب النکاح باب کثرۃ النسآء

حضرت عبداللہ بن جعفر قریباً پانچ سو صحابہ ہمارے ساتھ شامل ہیں۔[1] وہ سب اسی اعتراض کے نیچے آئیں گے۔ لیکھرام اور اس کے بھائیوں نے بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو اس قدر لوگوں کی ہدایت کے لئے آوے اور پھر وہ اس طرح کرے (جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا) یہ کیونکر اچھا کام ہوسکتا ہے لیکن باوجود اس اعتراض کو دیکھتے ہوئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکا تھا اس نے مجھ پر یہی اعتراض کیا۔ افسوس اس نے میرے پر یہ اعتراض کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی نہ چھوڑا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ جو عورت اپنے خاوند کی دوسری شادی پر چڑتی ہے اور برا مناتی ہے۔ ناپسند کرتی ہے۔ غصّے میں آتی ہے تو خاوند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی اس چڑ کو دور کرنے اور توڑنے کے لئے دوسری شادی کرے اگر کوئی شخص اس کے خلاف ورزی کرتا ہے اور اس پر اعتراض کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے برخلاف کرتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے بہت سارے احمدی اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں خواہ وہ محمد حسین کے مجھ پر اعتراض کرنے کو بُرا ہی مناتے ہوں اور جوش میں آتے ہوں لیکن جب خود ان پر بات آتی ہے تو وہ بھی اسی اعتراض کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے تو یہی معنے ہیں کہ اپنے اوپر بھی ان احکام کو چلائے جو احکام اسلام نے دیئے ہیں۔

بہت سارے نبیوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داوٗدؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ بڑے بڑے نبیوں میں کثرت سے ایسے نبی گزر چکے ہیں اگر فہرست لی جائے تو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے والے نبی زیادہ ہوں گے خود حضرت مسیح کی نسبت بھی چار شادیاں بیان کی جاتی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ اس قدر اولوالعزم انبیاء ایک سے زیادہ شادیاں رکھتے تھے کیا یہ ان کا فعل عیاشی پر مبنی تھا۔ اگر کہو کہ نہیں ضرورت کے ماتحت انہوں نے شادیاں کی تھیں۔ ایک یا دو یا چار نبی ہوتے تو کہہ سکتے تھے کہ مصلحت کے ماتحت انہوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ یہاں اگر کل چالیس یا پچاس نبی ہیں تو ان

---

[1] اسد الغابہ فی معرفۃ الاصحاب، الاصابہ فی تمیز الصحابہ و سیر الصحابہ۔

میں سے پچیس یا تیس ایسے نظر آئیں گے کہ انہوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اس میں کیا حکمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے جن پاک بزرگوں کو اپنی خلعتِ نبوّت سے سرفراز فرمایا ان میں سے اکثر کو ایک سے زیادہ شادی کے لئے ہی ضرورت پیش آئی۔ ادھر قرآن شریف بھی دو دو چار چار کا حکم دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خاص حکمت پوشیدہ ہے۔ باوجود اس کے کہ نسل موجود ہے اور پھر شادیاں کی جاتی ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاد کے لئے شادیاں کرتے تھے تو ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے ہیں اور زندہ ہیں۔ پھر ایسے وقت میں آپؐ نے اَور نکاح کیا پھر اور اعتراض ہے اَور کو تو چار چار کی اجازت نبی کریمؐ کو نو کی اجازت کیوں دی گئی۔

بہت لوگوں کا خیال ہے کہ نو تک عام اجازت ہے۔ لیکن مسیح موعودؑ نے چار کا ہی فتویٰ دیا ہے۔ مَیں نے بارہا آپ سے چار کے متعلق ہی سُنا ہے آپ چار ہی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب (نورالدینؓ) کا ایک وقت میں نو کے جواز کا خیال تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ ایک روایت بھجوادی۔ کہ فلاں بزرگ کی چار سے زیادہ بیویاں تھیں۔ میر محمد اسحٰق صاحب وہ روایت لئے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے آج اس مسئلہ پر خوب بحث ہوگی۔ مولوی صاحب نے یہ ایک حدیث حضرت صاحب کو دکھانے کے لئے بھجوائی ہے۔ پس وہ اسے حضرت صاحب کو دکھانے کے لئے لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد جب واپس آئے تو سر نیچے ڈالا ہوُا تھا۔ مَیں نے پوچھا کیا ہوُا۔ کہنے لگے کہ حضرت صاحب کے سامنے جب وہ عبارت پیش کی تو آپ نے فرمایا یہاں کہاں لکھا ہے کہ نو بیبیاں ایک وقت میں تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ چار کی نسبت ہی فرمایا کرتے تھے۔ تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ ادھر چار کی اجازت ادھر نو کی اس میں کیا حکمت ہے۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد کی خواہش تھی۔ تو آپ کو چار بیبیاں کرنی چاہئیے تھیں۔ لیکن آپؐ نے نو کیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آپ خواہ بیس بیبیاں بھی کرلیں تو بھی آپؐ کے نرینہ اولاد نہ ہوگی تو پھر کس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور لوگوں سے زیادہ نو کی اجازت دی۔ معلوم ہوُا کہ کوئی اور حکمت ہے۔ چونکہ اسلام ہدایت لے کر آیا تھا۔ اس لئے تبلیغ فرض اسلام تھا۔

کیونکہ تبلیغ کے ذریعہ سے ہدایت پہنچ سکتی ہے۔رسول اللہ کے زیادہ شادیاں کرنے میں یہی حکمت تھی۔اگرچہ سیاسی اغراض بھی تھیں۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہی غرض تھی کہ انہوں نے زیادہ شادیاں کر کے عورتوں کے متعلق علم کو محفوظ کر دیا۔آپؐ کی بیبیاں اسلام کی دوسری عورتوں کے لئے مبلّغہ ہوئیں انہوں نے عورتوں کو اسلام اور ان کے متعلق احکام پہنچائے چار عورتوں کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر ہوتی ہے لیکن بعض ایسے فیصلے بھی ہوتے ہیں کہ ان میں چار گواہ مردوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

پس ایسے فیصلے میں آٹھ عورتوں کی گواہی کی ضرورت ہوئی۔اس لئے نبی کریم نے نو کر کے اسے طاق کر دیا اور گواہی کامل ہوگئی۔غرض نصف حصہ دین کا جو عورتوں کے متعلق تھا اس طرح پورا ہوا۔

دوسری حکمت اس میں نسل کی ترقی کی بھی ہے کہ نسل کے بڑھنے سے خدا کے نام لیوا پیدا ہوں گے اور اسلام کے مبلغ بنیں گے اور اسلام دوسرے مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لے گا۔تاریخ پڑھ کر دیکھ لو کہ ترقی کرنے والی قوم کی پہلے نسل کی ترقی ہوئی ہے۔یورپ کے لوگ جزیروں میں جا کر آباد ہوئے ہیں ان کی نسل کی ترقی ہوتی گئی اور اصلی باشندوں کی نسل کی کمی ہوتی گئی۔غرض جس قوم کی ترقی ہونے لگی ہے اس کی نسل بڑھی ہے اور دوسری قوم کی نسل کم ہوئی ہے۔فارس میں مسلمان آئے۔کاکیشیا۔ارض روم۔افغانستان۔بلوچستان۔بخارا۔جاوا۔ساٹرا۔سیلون۔جب یہ قوم اپنی ترقی کے زمانہ میں پہنچی ان کی نسل بڑھی۔ان تمام علاقوں میں عرب نسلیں پائی جاتی ہیں۔اگرچہ یہی عرب رسول اللہؐ سے پہلے بھی موجود تھے۔کیوں ان کی ترقی اس وقت نہ ہوئی اور کیوں ان کی نسلیں اس وقت نہ پھیلیں۔اس کی یہی وجہ ہے کہ کسی قوم کی ترقی کے ساتھ اس کی نسل کی بھی ترقی ہوئی ہے۔اس لئے اسلام نے نسل کی ترقی کے لئے چار تک بیبیاں کرنے کا حکم دیا ہے۔جب نسل کی ترقی ہوگی تو اس کے ساتھ دوسری ترقی بھی ہوگی۔تو اس طرف اشارہ کر دیا کہ نسل بڑھاؤ تاکہ بڑے بڑے اعلیٰ قسم کے شخص پَیدا ہوں اور وہ اسلام کو قائم کریں۔نسل بڑھنے سے تبلیغ کرنے والے بھی بڑھ جاویں گے۔جن جن ممالک میں مسلمانوں نے اس بات پر کہ ایک سے زیادہ شادیاں کریں عمل نہیں کیا۔وہاں پھر اسلام بھی

نہیں پھیلا۔عرب اس بات کو خوب جانتے تھے اور انہوں نے اس بات پر خوب عمل کیا۔اسی لئے جہاں جہاں عرب حکومت قائم ہوئی۔ وہاں دوسری نسلیں مٹ گئیں۔ ہندوستان میں مغل پٹھان لوگوں کی سلطنت ہوئی انہوں نے اس بات پر عمل نہ کیا۔اگرچہ انہوں نے دوسری قوموں پر ظلم بھی کیا۔ جبر بھی کیا لیکن پھر بھی یہاں دوسری قومیں کم نہیں ہوئیں لیکن عرب لوگوں کی سلطنت کے ماتحت باوجود اعلیٰ درجے کے امن اور لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:۲۵۷) پر عامل ہونے کے جہاں گئے اسلام وہاں بڑی ترقی کر گیا۔اور دوسری قومیں وہاں نابود ہو گئیں۔ ہندوستان میں اسلامی سلطنت سات سو سال تک رہی لیکن اسلام یہاں اس قدر نہ پھیلا جتنا کہ پھیلنا چاہیئے تھا۔اگر مسلمان یہاں بھی کثرت سے شادیاں کرتے تو سارا ہندوستان مسلمان ہو جاتا۔ بادشاہوں نے یہاں شادیاں کثرت سے کیں لیکن عیاشی کے لئے۔

جہاں عورت کے حقوق دوسری شادی کرنے پر نہ دیئے جائیں وہ شادی عیاشی کے لئے ہوتی ہے ایک شادی کی جاتی ہے اور دوسری سے تعلق توڑ لیا جاتا ہے۔راجوں اور نوابوں کا یہی حال ہے۔مگر اسلام نے جو شرائط لگائی ہیں ان سے عیاشی نہیں ہوسکتی۔اسلام تو کہتا ہے کہ خواہ دوسری عورت سے تمہیں کتنی ہی محبت ہو لیکن تمھیں ذرا ذرا بات میں دونوں سے ایک جیسا سلوک چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سب بیبیوں سے پیاری تھیں یہ بات پوشیدہ نہ تھی سب جانتے تھے۔اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ مَیں تمہارا وظیفہ بڑھانا چاہتا ہوں کیونکہ رسول اللہؐ تم سے سب سے زیادہ محبت کرتے تھے۔حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو برابر حصہ دیتے تھے تم مجھ کو زیادہ حصہ دینے والے کون ہو۔صحابہ بھی اس بات کو جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ سے زیادہ پیار رکھتے ہیں اور سب عورتوں سے ایک جیسا سلوک کرتے ہیں۔اس لئے جب حضرت عائشہؓ کی باری ہوتی تھی تو ہدیہ آپ کے پیش کیا کرتے تھے۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیماری میں بھی اپنی مرضی سے

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہؓ کے گھر نہ رہے تھے۔ بلکہ سب بیبیوں سے پوچھ لیا تھا کہ مجھے آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اگر تم کہو تو مَیں عائشہؓ ہی کے ہاں رہوں۔ [1] یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ کس قلب کا وہ انسان تھا باوجود اس کے کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بوجہ تقویٰ۔ فراست۔ سمجھ۔ دانائی کے محبت کرتے تھے لیکن پھر بھی دوسری عورتوں کا لحاظ تھا اور پھر کسی کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔

نادان انسان کہتا ہے کہ یہ عیاشی ہے لیکن یہ قربانی ہوتی ہے بہت لوگ ہیں کہ ان کے اولاد بھی نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری شادی نہیں کرتے۔ اس خوف سے کہ یہ بڑا مشکل امر ہے۔ طرح طرح کے انتظام اور تکالیف بڑھ جاتی ہیں قسم قسم کی ناپسند باتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ عیاشی میں انسان یک سوئی کی طرف جھک پڑتا ہے۔ لیکن اسلام کی شادیاں ایک طرف جھکنے نہیں دیتیں بلکہ وہ قربانی چاہتی ہیں۔

لیکھرام اس حکمت کو نہ سمجھا اور نہ ہی محمد حسین نے اس حکمت کو پایا۔ اس نے مخالف قوم میں پَیدا ہو کر آنحضرتؐ پر اعتراض کیا۔ محمد حسین نے میرے پر اعتراض کر کے گویا بالواسطہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اعتراض کیا۔ غرض لوگوں نے اس حکمت کو سمجھا نہیں۔ اسلام نے ایسی پابندیاں اور قیود لگائی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان پابندیوں اور قیود کے ماتحت شادی کرتا ہے وہ اسلام کی ترقی کے لئے شادی کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے یہ قیود اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ جب دشمن کا دل دکھانا چاہتا ہے تو اسی طرح کرتا ہے وہ ایک شادی سے اتنا غصّہ میں آیا ابھی تو اس میں دو کی اور گنجائش ہے جو ایک کی برداشت نہ کر سکا۔ وہ دو اَور کے لئے تو اَور بھی زیادہ رنج اٹھائے گا اور گھبرائے گا۔ جس شخص کی شادی سے یہ غرض ہو کہ اسلام کی آبادی بڑھے۔ اسلام ترقی کرے اسلام کے نام لیوا اور اسلام کے پھیلانے والے بڑھیں۔ اس کے لئے اس سے بڑھ کر اَور خوشی کی چیز کیا ہو سکتی ہے۔ ایک نسل کی ترقی سے دوسری پیچھے آنے والی نسلوں کی بھی ترقی ہوتی ہے۔

ہمارے مخالفوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ دوسری شادی پر اعتراض کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہؓ۔

مگر ہمارے احمدی بھی اس مرض میں مبتلا ہیں جیسے مَیں نے پہلے واقعہ سُنایا اس صورت میں جبکہ ہم خود ان شادیوں کو ناپسند کریں اور ان پر اعتراض کریں تو عیسائی اور دوسرے لوگ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے میں سچے ہیں پس ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ ان احکام کی فرمانبرداری کرے۔ جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں۔ اس صورت میں جبکہ وہ ان احکام کی فرمانبرداری کرے گا۔ مسلمان کہلا سکتا ہے۔

ایک اور بات یاد آ گئی۔ میری شادی پر تو اس شخص نے اعتراض کیا ہے لیکن طلاق کی نسبت تو سخت ممانعت ہوئی ہے۔ طلاق دینے کے لئے تو بہت ساری شرطیں لگائی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلاق کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ ابغض الحلال ہے۔[1] خدا اس حلال کو ناپسند کرتا ہے اسی وقت اجازت دیتا ہے کہ جب گزارے کی کوئی صورت ہی نہ رہے۔ ان کے امیر قوم مولوی محمد علی نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دی۔ وہ بیوی قادیان آئی تھی اور اس کا بیان تھا کہ مولوی صاحب پڑھا کرتے تھے یا وکالت کی تیاری کر رہے تھے تو انہوں نے اسے طلاق دی اور کہا۔ میں اس وقت خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ بعد میں پھر شادی کر لوں گا۔ پھر وہ کہتی تھی۔ کہ مولوی صاحب اب مجھ سے شادی کر لیں۔ اور اس عہد کو پورا کریں۔ مَیں اپنے بعض حقوق بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ وہاں تو ابغض الحلال بھی اعلیٰ درجے کی چیز بن جاتی ہے اور یہاں وہ چیز بھی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور دوسرے انبیاء نے عمل کر کے بتایا بری سمجھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بچاوے۔ کرنا نہ کرنا اَور چیز ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت یا اس کا رشتہ دار اس بات کو بُرا مناتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اپنے سچے راستوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(الفضل ۱۴ / مارچ ۱۹۱۶ء)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی کراھیۃ الطلاق